بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَہۡلِكَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ (القرآن سورۃ ہود آیت ۴۶ پ ۱۲)

الصلواۃ والسلام علیك یا رسول اللہ وعلیٰ الك و اصحابك یا حبیب اللہ

حق سے بد ہو کے زمانہ کا بھلا بنتا ہے

ارے میں خوب سمجھتا ہوں معما تیرا

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

غرورِ علم کی نقاب کشائی

الحجر الحریق
علیٰ
زبدۃ التحقیق

از

طارق محمود نقشبندی

شائع کردہ مرکزی جماعت اہلسنت تحصیل گوجر خان

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا وَّاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ ۝ ٤١

وَلَا تَلْبِسُوْا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوْا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ آیت ٤٢ پ ١)

ترجمہ: اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو اور مجھ سے ڈرو اور حق سے باطل نہ ملاؤ اور دیدہ دانستہ حق کو نہ چھپاؤ۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بے نیاز سے مردود ہونے کے بعد سے شیطان اور اُس کے حواریوں نے تحریصات و تربیات اور تلبیسات و اختلاطِ حق و باطل کے ذریعے اہل ایمان کو گمراہ کرنے کا کبھی کوئی دقیقہ روگزاشت نہ کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے اُس کے چنگل میں نہ آئے اور اس بات کا اعتراف خود شیطان نے بھی کیا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ۝ الحجر (آیت ٤٠ پ ١٤)

ترجمہ: (شیطان نے کہا) میں ضرور سب کو گمراہ کروں گا مگر تیرے مخلص بندے (میرے قابو میں نہ آئیں گے)

آج پندرھویں صدی ہجری اکیسویں صدی عیسوی کی ابتداء میں الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا اور ترسیل کے تیز ترین جدید مواصلاتی آلات کے نظام کے باعث شیطان کے حواریوں کو یہ وہم لاحق ہو گیا ہے کہ اُن کے گرو جی نے غلط قسم کھائی تھی۔ اس مشکل کو تو سر کیا جا سکتا ہے یہ عقل و شعور سے عاری، منبع نسیان داری، تجوریوں کے پجاری، غداروں کے یاری، سَر سَٹ جانثاری، دنیاو

آخرت کے خساری، اپنی فن مکاری پہ اس قدر نازاں وقراری ہیں کہ وعدہ الٰہیہ کا مقابلہ کرنے چلے ہیں جو کہ ناممکن ہی نہیں قطعاً محال بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ہ توبہ آیت ۳۳ پ ۱

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرک برا مانیں۔

اللہ تعالیٰ کا دین تمام ادیان عالم پر غالب آ کر رہے گا کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران آیت ۱۹ پ ۳) ترجمہ: بے شک اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ جس کی آبیاری خدا و مصطفیٰ ﷺ کی عنایت سے اب صوفیا، وعلماء وارثان انبیاء علیہم السلام کے ذمہ ہے۔

مخلص بندے

چنانچہ سیّدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے شہید اعظم سیّدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تک اور آپ سے سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تک اور آپ سے سیّدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ تک اور آپ سے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تک اور آپ سے اعلحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ امام الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تک مردانِ خدا مست از یوم الست کی قدسی صفات، عظیم جماعت، یوسفی صورت، موسوی سیرت و کردار کے پیکر جن کے پایۂ استقلال کی طرف خود لغزش بھی جھانکنے کا تخیل نہیں کر سکتی اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ط اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ہ (سورۃ یوسف آیت ۲۴ پ ۱۲) ترجمہ: ہم نے یونہی کیا کہ اُس

سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے مخلص بندوں میں سے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے مقبول و محبوب مخلص بندوں کی طرف برائی کو جانے ہی نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ کے منتخب و مخلص بندوں کی ذوات و کردار میں کسی قسم کا اشتباہ نظر آنا ہمارے فہم و عقل کا قصور ہوسکتا ہے، ان کے مبارک نفوس دنیا و مافیہا کی آلائشوں سے مبرّا ہوتے ہیں۔ انھوں نے لالچ و بزدلی اور اغراض و مفاداتِ دنیاوی کے غبار کی گرد تک اپنے پاؤں کے جوتوں پر کبھی نہ پڑنے دی۔ جن کے اخلاص و لِلّٰہیت تقویٰ و طہارت اور امانت و دیانت کی قسمیں فرشتے بھی کھا سکتے ہیں۔

ان فقیری میں امیری اور بے تاج شاہی بادشاہی کرنے والے قلندر مردوں و کشتہ ہائے عشق مصطفیٰ ﷺ نے کسی بڑے سے بڑے ڈکٹیٹر و جابر، دیو اور وہابی، جہانگیر و اکبر، فلفی و کشفی، منصور و سقفی، یزید و عنسی کے لالچ و رعب کے کسی ہتھکنڈے کو پرکاہ جتنی حیثیت نہ دی۔ یہ اَلَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ھَوۡنًا۔ (فرقان آیت ۶۳ پ ۱۹) زمین پر جھک کر چلنے والے وَالَّذِیۡنَ یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّھِمۡ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ہ (فرقان آیت ۶۴ پ ۱۹) اور راتیں سجدہ و قیام میں گزارنے والے وَاِذَا مَرُّوۡا بِاللَّغۡوِ مَرُّوۡا کِرَامًا ہ (فرقان آیت ۷۲ پ ۱۹) جب لغو سے گزرتے ہیں تو اکرام و رعب سے گزرتے ہیں یعنی سرکشوں کا مقابلہ پورے وقار و جلال سے کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان کے گھوڑوں کے پاؤں زمین پر لگنے سے اُٹھنے والی دھول کی عظمت و شان کی قسمیں قرآن میں یوں بیان کرتا ہے۔ وَالۡعٰدِیٰتِ ضَبۡحًا الخ سورۃ العدیت پ ۳۰ ع ۲۵ کہ قسم ہے اُن کے دوڑتے گھوڑوں کے ٹاپوں، سانسوں کی پھنکار اور اُڑتی غبار کی۔

وہ حلقہ یاراں میں رُحَمَآءُ بَیۡنَھُمۡ (آپس میں مہربان) اور رزمِ حق و باطل میں اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ (فتح آیت ۲۹ پ ۲۶) (کافروں پر سخت) قرآنی تعلیمات کی مجسم عملی تفسیر بن کر وقت کی

ہر کربلا میں کود گئے۔اور ''اَنَـــا وَلَا غَیـرِیْ'' کا دعویٰ کرنے والے بڑے بڑے سورماؤں کے دانت کھٹے کر دیئے جن کی شان استقامت وجرأت پر قدسیان بالا بھی عش عش کر اُٹھتے ہیں۔ایسا کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔وَاَیَّدَھُم بِرُوحٍ مِّنۡہُ مجادلہ (آیت ۲۲ پ ۲۸) کہ ہم اُن کی مدد روح قدس سے کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ سب کو ان بابرکت حضرات کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق اور فیضان سے مستفیض ہونیکی لگن اور تڑپ نصیب فرمائے (آمین،ثم آمین)

گزشتہ ماہ 18 ستمبر 2010ء کو گروہِ فتوریہ وغروریہ کے مشفق ومرّبی علامہ سید عبدالقادر شاہ کی تصنیف ''زبدۃ التحقیق'' جو کہ حقیقت میں فضلۃ التّفسیق ہے موصول ہوئی برادر حقیقی سابق کونسلر اور اپنے علاقہ کی بے داغ سیاسی وسماجی مسلّمہ ومشہور شخصیت پیکر اخلاق وخدمت چوہدری نواب خان کی ناگہانی واچانک وفات پر اُن کے وسیع حلقۂ محبت سے تعزیت کرنے والوں کا سلسلہ جاری تھا جس کے باعث کتاب کے مطالعہ میں کچھ وقت لگ گیا۔مذکورہ کتاب پلندۂ تضادات ہرگز لائق التفات نہیں مگر چونکہ یہ ڈنڈی مار گروپ صرف ڈنگی ہی نہیں ڈینگ مار بھی ہے۔اس لئے ضروری تھا کہ اس کے مندرجات وخرافات کی بروقت نقاب کشائی کی جائے

چنانچہ ذیل میں بے ترنم وبے ہنگم، چوکھی وانوکھی قلابازیوں کے مظاہرے کے نظارے کے بعد اپنے ضمیر سے فیصلہ لے لیجئے کہ یہ تحقیق کا مکھن ہے یا تحقیق پر تعفّن پھینکا گیا ہے۔

سمجھتے تھے رہے گی جنگ محدود گل و بلبل
مگر تغریب نظم گلستاں تک جا پہنچی

ٹائیٹل پر موضوع صرف مسئلہ تفضیل کا تحقیقی جائزہ لینا بتایا گیا ہے مگر اس 400 صفحات کی ضخیم کتاب کی اپنی فہرست کے مطابق صفحہ 120 پر سبب تالیف اور صفحہ 178 پر یعنی پونے دوسو صفحات کے بعد کچھ افضلیت پر گفتگو شروع کی اور پھر صفحہ 357 یعنی پونے چار سو صفحات کے بعد افضلیت کی تعریف واحکام بیان کئے اور آخری چالیس صفحات میں منطق کو قرآن کے مطابق بنانے کی بجائے قرآن کو منطق کا غلام بناتے ہوئے فضول و بے سروپا تاویلاتِ شیطانی و ہیجانی کی ایسی ڈرامہ فرسائی کی تباہی دکھائی کہ شیطان اور ابن سبائی نے بھی شرم سے گردن جھکائی۔ اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں رہا کہ باقی مندرجات میں نفس موضوع سے کس قدر انصاف ہوا ہوگا۔

عوام اہلسنت کو دھوکہ دینے کیلئے کتاب کا انتساب سیّدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی سے کیا گیا ہے مگر آپ کے عقائد سے مکمل اغماض برتا گیا جس سے مصنف کی علمی دیانت کا بھرم بھی کھل گیا۔ کیونکہ حضور غوث پاک سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ''غنیۃ الطالبین'' میں فرماتے ہیں کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ پر تفضیل دینا روافض (شیعہ) کا عقیدہ ہے۔ (بحوالہ مطلع القمرین صفحہ ۶۶) اظہار تشکر مصنف کے حقیقی بھائی صابر حسین شاہ سے منسوب ہے مگر 12 صفحات پر پھیلا ہوا کتاب کا مقدمہ کسی کی طرف منسوب ہونے سے کیوں محروم رہ گیا؟ یہ سوال تشنہ جواب ہے۔

اظہار تشکر اور بے نام مقدمہ کے بعد تیسرے نمبر پر سخن اوّلین کی سرخی باندھتے ہوئے خطبہ شریف بغیر کسی قرآنی آیت کے لکھا پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بڑی چابکدستی سے تلویث نقائص اور بڑھکوں کا سلسلہ شروع کیا اور افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق صفحہ 288 پر

یہاں تک لکھا کہ آنے والے شواہد اس امر کی صرف غمازی ہی نہیں کریں گے بلکہ کچا چٹھا بھی پیش کریں گے۔ موصوف اس میں تو بری طرح ناکام ہوئے کہ وہ تو ابن سبا سے خمینی تک کسی سے نہ کھل سکا۔ انھوں نے کیا کھولنا تھا۔ البتہ اپنی رافضیت کا ____ ننگا کر دیا اور اپنی علمیت وسنیت کی خود ہی ایسی ٹنڈ کی کہ اب کسی باہوش آدمی کیلئے ان کو پہچاننے میں تردّد راہ نہیں پا سکتا۔

سفید جھوٹ

واضح وکھلا انکار اور بالکل سفید جھوٹ بولتے ہوئے صفحہ 201 پر لکھا کہ درحقیقت افضلیت کے کسی پہلو پر بھی صحابہ کا اجماع ہوا ہی نہیں جیسا کہ آنے والے شواہد سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا کہ افضلیت کے موضوع پر مجتہدین صحابہ کا کبھی اجماع نہیں ہوا۔ بلکہ خلافت پر اجماع کو کچھ لوگوں نے افضلیت پر اجماع تسلیم کیا جو کہ محققین کے نزدیک ایک فریہ بلا مریہ ہے۔ ایک من گھڑت بات ہے جس کی تردید وتوضیح ادلہ قویہ وشواہدِ کتب سے کی جائے گی۔ انشاء اللہ اس میں کوئی ابہام باقی نہیں رہے گا۔

مصنف موصوف نے مذکورہ بالا پیراگراف میں سر پھٹول باغیانہ و بے مہار نظریاتی دہشت گردی اور من گھڑت، کذبات وخرافات کی انتہا ہی کر دی ہے۔ کیونکہ اعلحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اجماع کے رد میں اپنے استنباط پر اعتماد ضلالت ہے۔ (فتوٰی رضویہ جلد ۲۷ صفحہ ۵۴)

ایک طرف نصف صدی سے ماؤنٹ ایورسٹ کو چھوتی علمی تعلیاں دوسری جانب اہلسنت کے امتیازی نشان ادب وتعظیم سے محروم پابرہنہ دلائل واستشہاد کی اٹکھیلیاں اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ کسی ماہر مکار خفیہ۔۔۔۔۔۔کی کارستانی ہے۔

قارئین راقم پورے چیلنج سے عرض گزار ہے کہ ہمیں مصنف ''زبدۃ التحقیق'' اور اُن کے حواریوں سے قطعاً کسی قسم کی ذاتی پرخاش نہیں اور نہ ہی فسادِ افراط وتفریط سے ہمارا کوئی علاقہ ہے بات صرف ایک شرعی مسئلہ کی ہے جس پر اہلسنت کے عوام وخواص کا 1400 چودہ سو سال سے اجماع چلا آرہا ہے۔ جس کا اظہار اہلسنت کے خطباء پوری دنیا میں ہر جمعہ کو ان لفظوں سے کرتے ہیں۔ اَفضَلُ البَشَرِ بَعدَ الاَنبِیَآءِ بِالتَّحقِیقِ اَمِیرُ المُومِنِینَ اَبِی بَکرِ نِ الصِّدِیقِ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ یعنی انبیاء کی ذواتِ قدسیہ کے بعد سب سے افضل حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور جہاں اس عقیدہ کے منکر ہوں وہاں یہ الفاظ ہر جمعہ کے خطبہ میں کہنا اہلسنت کے سلف وخلف آئمہ وصوفیاء کے نزدیک لازم وضروری ہیں۔ بلکہ اعلٰحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر افضلیت دینے کے عقیدہ سے توبہ فرض ہے۔ (فتویٰ رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۲۷۴)

۔حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خلفائے راشدین کا ذکر جمعہ کے خطبہ میں ضرور اہلسنت کے شعائر میں سے ہے۔ قصداً، سرکشی کے ساتھ وہی ترک کرے گا جس کا دل مریض اور باطن خبیث ہے۔ (مکتوب نمبر ۱۵ دفتر دوم حصہ اول)

گزشتہ چند سالوں سے ضلع راولپنڈی بالخصوص تحصیل گوجرخان کے پرامن اعتقادی ماحول کو تہ وبالا کرنے کی کچھ ضمیر فروش، حقیقت فراموش بہروپیوں نے ٹھان لی ہے۔ ہم نے تائید ایزدی سے حسبِ مقدور اس طوفان بدتمیزی کو ''دلائل نوریہ بر مسائل ضروریہ'' کے نام سے کتاب شائع کر کے روکنے کی سعی کی جو الحمد للہ کارگر رہی کیونکہ اس میں ہم نے کسی لگی لپٹی تشریحات وتاویلات کے بغیر ایسے دندان شکن دلائل اجماع افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر جمع کئے کہ آج دو سال گزرنے کو ہیں

مگر بتان علم میں سے کوئی بھی جھوٹ مار خان اُن پر اُنگشت زنی کی جرأت نہیں کر سکا۔ اب جولائی 2010ء میں ضلع راولپنڈی سے ''زبدۃ التحقیق'' کے خوبصورت نام سے پہلا فصلۃ التفسیق ہے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے اجماع پر ڈال کر کھلا تحریری انکار کیا گیا یہ فصلۃ التفسیق پرانے و بوسیدہ رافضی نظریات و خرافات کی من و عن تکرار ہے جس میں کوئی نیا عقدہ و سوال ہر گز نہیں، مگر اُن کے حواری ننگِ دین و عقبی جھوٹ مالوف، شرم پروف، حرص دنیا جن کی منتہائے مقصود ہے۔ انھوں نے حق نمک ادا کرتے ہوئے پروپیگنڈہ کرنا ہے کہ ہمارے متکبر اسلام نے ''دلائل نوریہ'' کے ایک حصے کا جواب دے دیا ہے۔ اس وجہ سے راقم پر لازم ہو گیا ہے کہ کتاب ''زبدۃ التحقیق'' کے مندرجات کا تعاقب کیا جائے۔

اس کے مصنف نے قلبی رفضائی کی پوری توانائی اس عقیدہ پر برسائی کہ نہ صرف یہ کہ بعد از انبیاء علیہم السلام افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع نہیں۔ بلکہ وہ آیات و احادیث اور آثار و اقوال جو افضلیت پر دلالت کرتے ہیں اُن میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کوئی خصوصیت نہیں دوسرے نمبر پر یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں کسی کی بھی افضلیت پر اجماع نہیں ہوا تیسرے نمبر پر پوری دہشت سے یہ منوانے کی کوشش کی گئی کہ اہل بیت عظام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ارکان مجلس نبوی ﷺ خلفاء و ائمہ اربعہ، صوفیاء و علماء سب کا عقیدہ تھا کہ بعد از نبی ﷺ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ساری اُمّت میں افضل ہیں چوتھے نمبر پر نعرہ تحقیق حق چار یار میں مفہوم مخالف مراد لے کر کہا کہ اس میں بغض اہل بیت کی بو آتی ہے۔ صفحہ 155,156 پر لکھا کہ سب سے پہلے جن پر شیعہ کا اطلاق ہوا وہ صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم ہیں۔ مصنف موصوف نے تحقیق کی تضحیک و توہین میں کوئی کسر نہیں چھوڑی سلف و

ائمہ مفسرین ومحدثین رحمۃ اللہ علیہم نے جو جو بھی خصوصیت وافضلیتِ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دلائل و اسباب بیان فرمائے ہیں اُن کا انکار محض قیاس فاسدہ اور دریدہ دھنی، سینہ زوری سے کیا گیا حتیٰ کہ صفحہ 63 پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لقب خاص صدیق اکبر کو مشکوک بنانے کیلئے روایت لکھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''انا الصدیق الاکبر'' میں صدیق اکبر ہوں۔ اور صفحہ ۴۳ پر لکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کی زبان سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کے نام سے موسوم کیا۔ پھر تماشہ یہ کہ کتاب میں صفحہ 109,199,356 پر یہ بانسری بھی بج رہی ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بحیثیت خلیفہ راشد افضل الامت ہیں مگر خلافت بلافصل علت و سببِ افضلیت نہیں ہے۔ صفحہ 22 پر لکھا ہے جس جس نے اجماع کو قطعی شکل دینے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر عطا فرمائے صفحہ 28 پر لکھا جن جن حضرات نے اجماع کو قطعی قرار دینے کی کوشش کی انھوں نے اسلاف کی خلاف ورزی کی۔

چھلنی کا تعارف

کتاب کی تدوین کے حوالے سے صفحہ 15 پر مصنف کتاب کے بھائی نے اظہار تشکر کرتے ہوئے لکھا کہ زاہد حسین شاہ نے کتاب ''زبدۃ التحقیق'' کو تحقیق کی چھلنی سے گزار کر اس کی افادیت میں بے پناہ اضافہ کر دیا ہے۔

اب اس چھلنی کا تعارف ہم قارئین کو کراتے ہیں جس کے بعد یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں رہے گا کہ اس کفریہ چھلنی سے گزرنے والی کتاب کی افادیت کس قدر آلودہ ہوئی ہوگی۔ زاہد شاہ کے خطابات ہمارے پاس موجود ہیں جن میں وہ برملا کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام سے پہلے تو کفر تھا ہی نہیں اب

جو تھوڑا بہت آیا ہے اُن کے اندر سے ہی آیا ہے۔ پھر کہا کہ نبیوں کی تاریخ میں لاؤ نا کوئی ریکارڈ جس نے ایک کروڑ کو کلمہ پڑھایا ہو۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کے وہ وہ کارنامے ہیں جن کو کوئی نبی بھی نہ پہنچ سکا۔ (نعوذ باللہ)

قارئین جس چھلنی تکفیر کے مرکز ومحور میں اس قدر بے باکانہ بے ادبیوں، گستاخیوں اور توہین انبیاء علیہم السلام کے ڈھیر لگے ہوں بلکہ حضور سیّد الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات کو بھی نہ معاف کیا گیا ہو اس چھلنی کے باقی گوشے غلاظتِ توہین سے کیسے محفوظ ہونگے زاہد شاہ کے ان ہی کفریات کی غلاظت گوجر خان میں قاری ظہور حیدری پھیلا رہا ہے۔

اس کتاب کے فضلہ کی معاونت میں ایک نام تحصیل کہوٹہ کے گاؤں آزاد پتن کے ناگ بطن، مجسمہ فریب وفتن، آزاد منش، آزاد فکر زبیر شاہ کا ہے۔ یہ صاحب بھی حدیث شریف کے غلط مراد ومفاہیم بیان کرنے اور نبی اکرم ﷺ کی ذات عالی صفات کی طرف جھوٹ منسوب کرنے سے سرِ مو نہیں شرماتے اور علماء کی توہین کرنا، خارجی بنانا، حرامی حرامی کے نعرے لگانا، مناظروں کے جھوٹے چیلنج کرنا پھر مکر جانا اور خوشامد وچاپلوسی کا پیکر بن کر دھوکا دینا ان صاحب کی فطرت ثانیہ ہے۔ جس کا ریکارڈ راقم کے پاس موجود ہے۔ ہم نے معقول طریقے سے آگاہ کیا مگر افسوس کہ توبہ ورجوع کی بجائے نام وکام سے فریق بن کر آ گئے اس لئے اب ہمیں عجلت کا الزام دینا فضول ہوگا۔

ایں چنیں ارکانِ چھلنی
کتاب را عذاب شد

اصول کے پرخچے

کتاب میں منافقانہ روش اس بات کی غماز ہے کہ مصنف موصوف کے افکار وعقائد میں انقلاب تکمیل پا چکا ہے چنانچہ صفحہ 160,121 ملاحظہ کیجئے لکھا ہے کہ وہابی شیعہ کافر کافر کے نعرے بے صبری وتنگ نظری اور بے علمی کا نتیجہ ہیں۔ صفحہ 150 پر لکھا خارجی، ناصبی اور شیعہ بطور جماعت کے مبتدع ہونگے کافر نہیں ہونگے۔

حالانکہ علمائے اہلسنت اور اعلحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح فرمایا ہے کہ شیعہ وروافض میں مسلمان ملنا ایسے مشکل ہے جیسے کوّوں میں سفید کوا ملنا مشکل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۲۰)۔ صفحہ 20 پر لکھا ہے افضلیت مطلقہ یا فضل کلی یا جزئی کی اصطلاحات تو بعض متاخرین ہند کی اختراعات ہیں انکا سنیت سے دور کا بھی کوئی علاقہ نہیں۔ پھر اس کے خلاف صفحہ 178 پر لکھا کہ فضائل کی بنیادی طور پر دو قسمیں مانی جاتی ہیں۔ ایک فضیلت فضل اختصاصی سے ملتی ہے اور دوسری فضیلت فضل جزئی سے ملتی ہے۔ صفحہ 182 پر لکھا ہے کہ فلاں فلاں سے افضل ہے کا قول باطل ہے نہ ہی یہ دین ہے اور نہ ہی یہ شریعت ہے۔ صفحہ 180 پر لکھا اس مسئلہ پر زیادہ لے دے کی کوئی ضرورت نہیں نہ ہی بحث وتمحیص میں پڑنے کی حاجت ہے۔ صفحہ 240 پر لکھا اس پر لمبا چوڑا وقت خرچ کرنا بے سود ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ قیامت کو نہیں پوچھے گا کہ میرے بندوں میں کون افضل ہے۔۔۔۔۔۔اور نہ قبر میں سوال ہوگا۔ صفحہ 284 پر لکھا کہ ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ سیّد زید بن علی کا عقیدہ تفضیلِ علی کا تھا۔۔۔۔۔۔سیّد زید بن علی رضی اللہ عنہما کی اطاعت میں نفس زکیہ اور سیّد ابراہیم نکلے۔ معلوم ہوا اُن کا عقیدہ بھی تفضیل علی رضی اللہ عنہ میں سیّد زید بن علی رضی اللہ عنہما کے موافق تھا جیسا

کہ گذشتہ سطور میں جملہ خاندان بنی ہاشم کا عقیدہ تفضیل علی بتایا گیا۔ امام ابوحنیفہ کی بیعت سیّد زید بن علی سے تھی۔ لہذا اُن کے عقیدہ سے پوری طرح متفق تھے۔ صفحہ 359 پر لکھا کہ افضلیت عقیدہ کا مسئلہ ہے جس میں کوئی بھی دلیل ظنّی قابل قبول نہیں ہوگی۔

تعجب کی بات ہے کہ مصنف خود بھی اپنے مقرر کردہ اصول ومعیار پر قائم نہ رہ سکے اور اس اپنے بقول غیر دینی، غیر شرعی، فضول لے دے بحث پر طویل عرصہ لگا کر 400 صفحات پر پھیلی تذبذب وتضادات، لایعنی تاویلات واختراعات اور گورکھ دھندیوں کی رذیل طومار کھڑی کی۔ حالانکہ موصوف خود بھی کوئی غیر ہندی یا ایرانی نژاد نہیں ستم بالائے ستم یہ کہ اپنی شان سیادت کو طاق نسیان کرتے ہوئے الزام وبہتان طرازی سے بھی باز نہ آئے اور صفحہ 122,129 پر لکھا نعرۂ تحقیق لگانے والوں میں بغض اہل بیت کی بو آتی ہے (ان کی) ناصبیت پر سُنّیت کا خول چڑھا ہوا ہے۔

برقی قلابازیاں

صفحہ 182 پر لکھا کسی طریقہ صحیحہ، حجت شرعیہ سے ثابت نہیں کہ سرکار ﷺ نے فرمایا ہو فلاں فلاں سے افضل ہے۔ صفحہ 183 پر لکھا قیامت کو اللہ تعالیٰ نہیں پوچھے گا کہ کون افضل ہے؟ صفحہ 184 پر لکھا امام مالک عشرہ مبشرہ میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے خواہ ابوبکر ہوں یا علی رضی اللہ عنہما کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کو نہیں۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی صفحہ 184 سے 189 تک خوب تکرار کی۔ صفحہ 190 پر لکھا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود اور جملہ صحابہ کا مجموعی عمل یہی بتاتے ہیں کہ یہ لوگ (خلفائے راشدین) کو سب سے افضل مانتے تھے۔ صفحہ 191 پر لکھا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول میں قیاس کا دخل نہیں لہذا حکماً یہ حدیث مرفوع کہلائے گا

کیونکہ یہ امر اعتقادی ہے اور جملہ عقائد سماعی و توقیفی ہیں۔ صفحہ 193 پر لکھا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں افضلیت کا عقیدہ شرعی مبنیٰ ہے صفحہ 194 پر لکھا حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد انہیں انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل مانتے تھے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی اُن کے افضل الصحابہ ہونے کی شہادت ملتی ہے۔ صفحہ 196 پر لکھا پہلے لوگوں کا یہ کام نہیں تھا کہ وہ افضلیت و درجات کا لوگوں میں تعین کریں ------ سابقین مسلمین کا مذہب توقف تھا۔ صفحہ 197 پر لکھا افضلیت خلفاء یا غیر خلفا کے حق میں کوئی حتمی فیصلہ کرنا انتہائی مشکل ہے----- فکر و دانش کو جان کے لالے پڑیں گے۔ مگر مصنف صاحب کے ''لالے'' روافض کے پالے انتھک نرالے اس مشکل مسئلہ کو 198 پر خود ہی یوں گندا لے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بقیع شریف (مدینہ شریف کے قبرستان) میں مرحوم صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق فرمایا یہ لوگ تم سے بہتر ہیں اس حدیث سے ظاہر ہوا وہ سب سے افضل تھے۔ حالانکہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عبدالبر کی اس روایت کا رد کیا ہے۔
(شرح مسلم از سعیدی جلد 6 صفحہ 882,881)

اسی صفحہ پر دو سطور بعد لکھا اس مقدمہ کے مشتملات سے صاف ظاہر ہے کہ مسئلہ افضلیت نہ ضروریات دین ہے نہ اس میں پوری اُمت کا یکساں عقیدہ بلکہ اس کے مصادرِ ثبوت بھی جا بجا سقیم و ضعیف ہیں۔

قارئین اس قدر مُنہ زور، سینہ توڑ، سر پھٹول، ایران لوڑ اختراعات و خرافات کے بعد اہلسنت کو دھوکا اور اپنی سیادت کو لوٹا بناتے ہوئے صفحہ 199 پر لکھا کہ فقیر کا مذہب ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت بحیثیت خلیفہ راشد کے برحق ہے۔ اس حیثیت سے آپ افضل الامت

تناقص کے پیچھے تعارض کا شور
تعارض کی دُم میں تناقض کی ڈور

ناناتوی فکر

صفحہ 202 پر قاسم نانوتوی دیوبندی کی بولی میں لکھا کہ زمانے کے تقدّم کو بالذات کوئی شرف حاصل نہیں اور خلافت کے تقدّم کو بھی حتمی طور پر دلیل افضلیت سمجھنا یہ ایک علمی لغزش ہے۔
صفحہ 210 پر سات صحابہ کے حوالے سے کہا یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوسرے سبھی صحابہ سے افضل سمجھتے تھے صفحہ 212 پر لکھا یہ ضروریات دین سے نہیں جیسا کہ فقیر نے علامہ ابن عبدالبر کی کتاب ''الاستذکار'' اور قطب الدین دہلوی کی ''مظاہر حق'' کے حوالہ جات سے اس کے غیر ضروری ہونے کو اچھی طرح ثابت کر دیا ہے۔

حالانکہ مجدد مائۃ حاضرہ اعلحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفضیل شیخین پر 90 جز کے قریب ایک کتاب ''منتھی التفصیل لمبحث التفضیل '' جو کہ ایک تاریخی ریکارڈ کن محاکمہ ہے لکھی۔ پھر اس کی تلخیص ''مطلع القمرین فی ابا نته سبقة العمرین '' لکھی اور منکرین اجماع افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مطلع القمرین، فتاویٰ رضویہ وغیرہ میں بڑا مفصل و مکمل، جامع و مانع سخت رد فرمایا اور ابن عبدالبر کے متعلق مطلع القمرین میں لکھتے ہیں کہ اُس کی حکایت غریبہ روایۃً معلول درایۃً غیر مقبول اِس کی تسلیم میں حفظِ حُرمتِ صحابہ سے عدول ۔۔۔۔ایسی روایت سے نقص اجماع کیونکر معقول ۔۔۔۔ کہ جو خلاف بعد تحقق اجماع واقع ہو دافع اجماع (کیلئے) قابل قبول نہیں ۔۔۔۔۔ ابن عبدالبر کا تخطیہ کافہ سابقین ولاحقین کی تغلیط سے آسان تر ۔۔۔۔۔ ابن عبدالبر سے پہلے ہزار ہا ائمہ دین، محدثین، ناقدین گزرے جن کی عمر عزیز تجسس اخبار، تفحص آثار میں گزری۔ منزلوں منزلوں جمع علوم متفرقہ کیلئے مسافرت کی تنقیح و تفتیش میں رات کے سونے، دن کے

کھانے سے حظ نہ اُٹھایا۔ تلاش کنکاش میں اپنا چین و آرام یک لخت ترک فرمایا۔۔۔۔۔۔سخت تعجب کہ وہ اکابر دین اس سے محض غافل جائیں اور 350 برس بعد ابن عبدالبر اس پر آگاہی پائیں۔ جبکہ متاخرین کو علوم روایات سے جو کچھ پہنچتا ہے متقدمین ہی کے واسطے سے ملتا ہے۔ اب دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو یہ روایت ان اکابر کو جو کہ ابن عبدالبر کے بھی ائمہ مشائخ ہیں پہنچی اور عیاذاً باللہ ان سب نے اس کے چھپانے پر اتفاق کرلیا۔ جب تو سخت مصیبت ہے ایسا دعویٰ کرنے والا اپنے دین سے ہاتھ دھو بیٹھے کہ تمام شرع شریف، قرآن وحدیث جو کچھ پہنچا اُنہی حضرات کے واسطے سے پہنچا۔ جب یہاں انھوں نے ایک روایت کی کتمان پر اتفاق کرلیا تو امان اُٹھ گئی۔ کیا معلوم ایسے ہی اور بہت آیات واحادیث چھپا ڈالی ہوں اور یہ رافضیوں والا مذہب ہے کہ اصحاب رسول ﷺ نے قرآن مجید میں بہت تبدیل وتنقیص کردی۔ اعوذ باللہ یا یہ ہوا کہ انھوں نے اس پر اطلاع پائی اور اپنی بصیرت ناقدہ، قریحت واقدہ سے اس کی بے اعتباری و ناسزاواری دریافت کرلی۔ لہذا اس کی جانب التفات نہ کیا اور اسے خلل اندازِ اجماع نہ سمجھا تو اب ایک ابن عبدالبر کے کہنے سے اُن اکابر ائمہ کو نا معتبر سمجھنا کیونکہ مدفوع (معتبر) ہوسکتا ہے۔۔۔۔۔۔ حالانکہ اہل خلاف جب رجوع کرکے شریک جمہور ہوجائیں تو خلاف سابق محض مضمحل ہوجاتا ہے۔۔۔۔۔۔ کیا ارباب قلوبِ سلیمہ اجماع کامل قطعی کی مخالفت سے بچتے ہیں اور سوادِ اعظم کے خلاف کو کوئی آفت نہیں سمجھتے۔۔۔۔۔۔ بہت مسائل مسلّمہ مقبولہ جنہیں ہم اہل حق اپنا دین وایمان سمجھے ہوئے ہیں اُن کے خلاف بھی ایسے اقوال مرجوحہ، مجروحہ، مہجورہ، مطروحہ بتلاش مل سکتے ہیں کتابوں میں غث وسمین، رطب و یابس کیا کچھ نہیں ہوتا مگر خدا سلامت طبع دیتا ہے تو صحیح وسقیم میں امتیاز متیسر ہوتا ہے ورنہ انسان ضلال بدعت یا وبال حیرت

میں سرگرداں رہ جاتا ہے۔۔۔۔۔۔مخالفت جمہور غیر ذی رائے کو خوب (یعنی زیبا) نہیں اس میں فائدہ ہی کونسا ہے؟ کیا عجب کہ اس مخالفت پر بالآخر وہ باتیں مترتب ہوں جن کا انجام محمود نہ ہو ۔۔۔۔۔عقل سے ایسی بیگانگیاں خدا نہ کرے کہ سنیّوں کے ادنیٰ نو آموز سے بھی صادر ہوں ناموزونی تو روزِ ازل سے بدعتیوں کے حصہ میں آئی۔۔۔۔۔ظنّیت کا خدشہ پیش کرنا محض بے سود حضرت سیّد الواصلین ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا کہ تفضیل قطعی ہو تو فرض اور ظنّی مانو تو درجہ وجوب میں ہے۔ دونوں کا خلاف نفس لحوق اثم میں یکساں پھر ظنّی ٹھہرا کر کام کیا نکلا۔

کیا بر بنائے ظنّیت ترکِ واجبات جائز ہے۔ اسی طرح یہ مغالطہ کہ مسئلہ تفضیل ضروریاتِ دین سے نہیں محض جہالت ہے۔ اہل تحقیق کے نزدیک تو حقیقتِ خلافتِ خلفائے اربعہ بھی ضروریاتِ دین سے نہیں تو کیا اس سے انکار کرنے والا آفت گمراہی سے اپنے کو بچا کر کہیں لے جائے گا۔ (ملخصاً مطلع القمرین)

صفحہ 213 پر لکھا بیس صحابہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو ساری اُمّت سے افضل سمجھتے تھے۔ صفحہ 217 پر لکھا افضلیت صدیق رضی اللہ عنہ کا واجب ہونا دَورِ حاضر کی بدعت ہے۔

قارئین سلف وخلف میں کسی نے اس مسئلہ کی وجوبیّت کو بدعت نہیں کہا نہ قائلین کو بدعتی و بغض علی رضی اللہ عنہ والا کہا ہے۔ یہ مصنف کے ابلیسانہ و رافضیانہ توہمات و الزامات ہیں حالانکہ وجوبِ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ماننا کوئی غیر محتاط بات نہیں کہ آدمی خارجی کہلائے بلکہ پوری دنیا کے سُنی مسلمانوں قائلین وجوبِ افضلیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بدعتی و بغض حضرت علی رضی اللہ عنہ والا کہنا بلا ریب انتہائی غیر محتاط بلکہ گمراہ کن اختراعات ومغلطات ہیں کہ بلا قرینہ کسی چیز کا مفہوم مخالف مراد لینا

وہ بھی توہین وتہمت کیلئے یقیناً ظلم عظیم ہے۔ سورۃ نور کی آیت نمبر 12 پڑھو قرآن کریم میں اہل ایمان کو حُسن ظن کی تعلیم دی گئی ہے اور مصنف نے خود صفحہ 217 پر لکھا حضرت ابوبکر صدیق وحضرت علی رضی اللہ عنہما کی افضلیت کے اختلاف میں دونوں جانب حق دائر ہے۔ فرق اولیٰ وغیر اولیٰ کا ہے جیسے نفل بیٹھ یا کھڑے ہوکر پڑھنے میں حق دائر ہے مصنف موصوف کسی بات پر بھی ٹھہرتے نہیں لگتا ہے موصوف کی قلابازیوں کو بھی مروڑ پڑتے ہیں۔ ایسی کمپیوٹر رفتار قلابازیوں کی مثال ماضی میں محال صرف مصنف موصوف کے نسیان کا کمال جس سے شخصیت کا ہو گیا بُرا حال اور تحقیق ہوگئی ذلیل وضلال ٹوٹ گئی حواریوں کی ڈھال انجام کو پہنچی غداروں کی چال۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ ابوزہرہ مصری شیعہ ہے اس فضلۃ التفسیق کا قبلہ مآخذِ ضلال

موصوف نے صفحہ 210 پر لکھا سلف صالحین میں یہ مسئلہ بدستور اختلافی گزرا ہے اور صفحہ 219 پر لکھا صحابہ کی بھاری تعداد، غالب اکثریت افضلیتِ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ رکھتی تھی جس سے پتا چلتا ہے کہ یہ مسئلہ ناقابل نزاع (یعنی اختلافی نہیں تھا) صفحہ 30 پر لکھا ہر زمانے کے اہل حق کا اجماع حجت ہے صفحہ 225 پر لکھا قاضی باقلانی، قاضی قرطبی اور امام الحرمین نے افضلیت کے ظنی ہونے پر جزم کیا ہے اور یہی اُن کا مختار ہے۔ مصنف فضلۃ التفسیق خوشنودیٔ روافض میں ایسے حواس باختہ ہو گئے اور یہ خیال تک نہ رہا کہ وہ اب اُس شاخ کو ٹھکانے لگا رہے ہیں جس پر خود بھی براجمان ہیں چنانچہ اسی صفحہ 225 پر باقلانی قرطبی وغیرہ کی گت بناتے ہوئے لکھا ہے اگر اجماع ہوا ہوتا تو اسمیں ظنیت کی کیا گنجائش تھی اجماع نصِ تام مفیدِ قطعیت ہوتا ہے اُسکا منکر کافر ہوتا ہے۔

اس منطق سے ظاہر ہو رہا ہے کہ مصنف موصوف اجماع کی صرف ایک قسم ہونے کے قائل

ہیں مگر پھر بلا تاخیر قلابازی کھاتے ہوئے صفحہ 226 پر شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا قول پیش کیا کہ دعویٰ اجماع درست ہے لیکن وہ اجماع افضلیت کے ظنی ہونے پر ہوا ہے۔ پھر چند سطور بعد لکھا بتلائیے یہ اجماع کی کونسی قسم منعقد ہوئی نصی، سکوتی یا مرکب؟ صفحہ 268 پر لکھا صحابہ کرام کے اقوال خلافیہ کو اجماع مرکب کی حیثیت حاصل ہے۔

تاریخ دانی

صفحہ 217 پر لکھا اگر افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع ہوا ہوتا تو چوتھی یا پانچویں صدی ہجری کے لوگوں کو پہلے پتا ہوتا۔ صفحہ 24 پر لکھا اوائل اسلام سے دسویں صدی ہجری کے آخری نصف تک تو یہ مسئلہ اجماعی نہیں تھا اب کہیں راتوں کی تنہائیوں میں اجماعی ہوگیا ہے۔ اسے متاخرین ہند کی کرامات میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ صفحہ 228 پر لکھا امام ابوالحسن اشعری متوفی 330 ہجری نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت قطعی قرار دی ہے۔

قارئین مصنف موصوف کے حافظہ کی داد دیجئے اُدھر لکھتے ہیں اوائل اسلام سے دسویں صدی ہجری کے نصف آخر تک یہ قطعی نہیں تھی۔ اور اب کہہ رہے ہیں کہ 330 ہجری میں قطعی قرار دے دی گئی۔ صفحہ 267 پر لکھا افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دعوے دار تھوڑے ہیں۔ صفحہ 269 پر لکھا افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع سے مراد اکثر اہلسنت وجماعت ہیں۔ صفحہ 268 پر اجماع مرکب پر بحث کر کے بتایا کہ اس پر عمل کیا جائے۔ صفحہ 269 پر لکھا اجماع مرکب ہمارے دائرہ گفتگو سے خارج ہے۔

ہم شیخ کی سنتے تھے مریدوں سے بزرگی
تحریر سے دیکھا تو عمامے کے سوا ہیچ

مصنف فضلۃ التفسیق نے پون صدی کی محنت شاقہ و پریکٹس سے بل کھانے کے فن میں ایسی مہارتِ تامہ حاصل کی ہے کہ دنیا میں پائے جانے والے کالے ہی فرقے کے نہیں بلکہ دیگر تمام رنگوں کے ناگوں کو بھی مات کر دیا ہے۔ ہیجانِ ایرانی کے ایسے اندازِ زندگانی کے باعث تفکر ظلمانی کا مضبوط اور حیائے ایمانی کی صفات نورانی کا مغلوب و معدوم بآسانی ہو جانا تو بدیہی سی بات ہے۔ جس پر مسئلہ نکاح سیّدہ با غیر سیّد، حادثہ موہڑہ حاجی گل، مکالمہ قاضی محمد شفیع صاحب کرلیالوی رحمۃ اللہ علیہ درکالی سیّداں نزد جاتلی تحصیل گوجر خان وغیرہ جیسے سبق آموز واقعات شاہد ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ (یوسف آیت نمبر ۱۱۱) گزرے ہوئے احوال (واقعات) عقلمندوں کیلئے عبرت و نصیحت ہوتے ہیں۔

موصوف برق رفتار قلابازیوں میں اپنے مراجع و مآخذ کی تباہی کا خیال بھی نہ رکھ سکے تو اہلسنت کی خدمت و عزت کا شرم کیسے کرتے؟ یہی حال اُن کے حواریوں کا ہے جو کفر کی چھلنیاں لئے عقائد اہلسنت کو کفر آلود کرنے کی سعی نامشکور و مردود کر رہے ہیں۔ کتنی ستم ظریفی ہے کہ اپنے جدی مربی و مشفق مذہب مہذب حق اہلسنت و جماعت کو ہی رزم گاہ بنا کر مہارت کے جوہر دکھائے جا رہے ہیں۔ انبیاء و صحابہ کی توہین اور اہلسنت کو حرامی حرامی کے نعروں سے نواز کر غیروں کی نمک حلالی کی جا رہی ہے۔

الٰہی آسماں پھٹ کیوں نہیں جاتا اس نیرنگیٔ زمانہ پر

صفحہ 232، 233 پر دلائل جمع کئے کہ (حضرت ابو بکر صدیق و حضرت علی رضی اللہ عنہما) میں سے کسی کو دوسرے پر افضلیت نہیں دینی چاہئے (یعنی تعین نہیں کرنا چاہئیے) اور صفحہ 234 پر لکھ رہے

ہیں افضلیت کے تعین میں اہلسنت میں ایک حد تک آزادی تھی۔ صفحہ 111 پر لکھا بارگاہ رسالت ﷺ سے فیضیاب لوگوں کے مختلف پہلو اور مدارج ہیں۔ صفحہ 244 پر لکھا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ بے شک حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ اس روایت پر اپنی طرف سے یوں حاشیہ آرائی کی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ رائے از قسم عقیدہ ہے اور عقائد توقیفی ہوتے ہیں۔ جس میں قیاس صحابی کا دخل تسلیم نہیں ہوتا لہذا حدیث حکماً مرفوع ہوگی اور صفحہ 109 پر حضرت عمر بن خطاب خلیفہ راشد رضی اللہ عنہ کی روایات جن میں افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے کو اپنے قیاس فاسدہ سے دوستانہ کے معنیٰ میں بدل کرنا قابل حجت قرار دیا اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جو کہ جلیل القدر صحابی ہیں کے متعلق صفحہ 241 پر لکھا کہ اُن کا شمار فقہا صحابہ میں نہیں ہوتا تھا لہذا اُن کی روایت سے استدلال نہیں کیا جا سکتا اور خود اسی کتاب میں امام شافعی کے اشعار سے استدلال کر کے افضلیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ثابت کیا اس سے بڑھ کر اور کیا نظریاتی دہشت گردی ہوگی کہ صحابیٔ رسول کے قیاس و رائے کا دخل تو لائق تسلیم و استدلال نہیں اور خود اپنے ہی نہیں بلکہ اپنے بھان متی حواریوں کو بھی بے لگام کیا ہوا ہے کہ عقائد اہلسنت کو اپنے قیاس سے بلا خوف بازیچۂ اطفال بناؤ۔ صفحہ 249 پر لکھا حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی جمیع صحابہ پر افضلیت کا عقیدہ ایک واضح عقیدہ تھا جو اُن کے تلامذہ میں متفقہ طور پر پایا جاتا تھا۔ صفحہ 253 پر لکھا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتے تھے اور امام حسن رضی اللہ عنہ کا قول و فعل خلفائے راشدین کی طرح شرع میں سند و حجت کی حیثیت رکھتا ہے۔

تھانوی فکر

صفحہ 257 پر یہ حدیث شریف کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بہترین مخلوق ہے لکھ کر اُس کی تشریح میں

قیاس آرائیوں اور اختراعات گوئیوں کے ایسے جوہر دکھائے کہ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کو بھی مات کر دیا، لکھا اس جگہ (حدیث) میں جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب مخلوق سے افضل کہا گیا اس سے مراد ساری امت، سارے صحابہ ہیں۔ انبیاء علیہم السلام بداہت عقلی سے مستثنیٰ ہیں۔ یہاں سرکار دوعالم ﷺ کا جناب مرتضیٰ کو سب مخلوق سے اچھا فرمانا ایک حجت قویہ شرعیہ ہے اور صحابہ اکرام کا اس پر عمل فرمانا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس میں سرکار ﷺ کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ امت کا مجموعی عقیدہ ہے۔ یہاں کوئی تاویل ممکن نہیں ہوگی۔

قارئین یہ تھی فصلۃ التفسیق کے مصنف موصوف کی 60 سالہ مہارت خفیہ کی سر پھٹول کاروائی کی پی ایچ ڈی نمائی اور جگ ہنسائی اور دارین رسوائی جس پر بلا جھجک بڑے دھڑلے سے کہا کہ یہاں کوئی تاویل ممکن نہیں ہوگی۔

مشہور ہے کہ فلسفی و منطقی کی گفتگو بالاستیعاب ہوا کرتی ہے اور کسی خاص مسئلہ پر تو اُن کا چوکنا پن عروج پر ہوتا ہے مگر موصوف فصلۃ میں پی ایچ ڈی مخزنِ خصام، متکبر خاص و عام نے یہاں یہ عقدہ کشائی، تشنہ رکھائی اور وضاحت نہ فرمائی کہ خود اُن کیلئے بھی اس میں اب مزید قلابازی و تاویل ممکن رہی ہے یا کہ نہیں؟ مصنف موصوف کے فن علم کلام سے مستفیض ہونے کیلئے چند گزارشات سراپا نیاز ہیں کہ کتاب کے صفحہ 20 پر لکھا فضل کلی یا جزئی کی اختراعات متاخرین ہند کی ہیں۔ جن کا سنّیت سے دور کا بھی علاقہ نہیں۔ ہمارا مصنف سے سوال ہے کہ صفحہ 257 پر حدیث شریف کے دو (2) الفاظ "خیر" اور "البریہ" سے مراد سب مخلوق سے افضل لینا اختراعات مصنف کیوں نہیں؟

یہاں افضلیت کا سنّیت سے کب اور کیسے علاقہ قائم ہوا ہے؟

اب اگر قلابازی کھا کر جزئی کی تاویل کرو تو بھی ہمارا یہی سوال قائم رہے گا۔ کہ فضل جزئی کا کیسے اور کب سنّیت سے علاقہ قائم ہوا ہے؟

پوری کتاب میں سب سے زیادہ زور اس پر لگایا کہ کسی کی بھی افضلیت پر اجماع نہیں ہوا اور یہاں صفحہ 257 پر افضلیتِ سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ناممکن التاویل طور پر بعد از انبیاء سارے صحابہ بلکہ ساری امت کا ایسا مجموعی عقیدہ ثابت کیا جا رہا ہے کہ جس میں نبی کون و مکاں ﷺ کی خصوصیت تائید کو بھی درخورِ اعتنا نہیں سمجھا جا رہا۔ حضور شفیع معظم، نور مجسم، مالک دو جہاں، دولہاءِ لامکاں، مختارِ کُل، ختم الرسل، خالق کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت و شان بے حد بیان میں ایسا سوقیانہ وگستاخانہ انداز خارجی و وہابی ذناب کا امتیاز، سنی سیّد کا ہو سکتا نہیں یہ کاز، کیسے ممکن کہ نہ ہوں روافض اس میں کارپرداز، پناہ بخدا ازیں ایران پرواز (آمین ثم آمین)

اے پائے نظر ہوش میں آ کوئے نبی ﷺ ہے
آنکھوں سے بھی چلنا تو یہاں بے ادبی ہے

مصنف موصوف سے سوال ہے کہ کیا نبی اکرم ﷺ کی خصوصی تائید کی احتیاج کے بغیر افضلیت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے اس عقیدہ میں شیعہ کے اُس نظریہ کا عکس نہیں پایا جاتا جس میں وہ کہتے ہیں کہ امام معصوم مامور من اللہ ہوتا ہے؟

صفحہ 293 پر نکتہ منطقیہ اُٹھایا کہ یہ قطعاً غیر منطقی بات ہے کہ کوئی دلائل تو کسی اور کی ناہمسری کے پیش کرے اور افضل کسی دوسرے کو سمجھے۔

مصنف موصوف سے سوال ہے کہ کتاب میں متعدد بار اپنا عقیدہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے افضل الامت ہونے کا بیان کیا ہے اور سر پھٹول کوشش حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نا ہمسری و افضلیت بعد از انبیاء اجماعاً منوانے پر لگا رہے ہیں۔ کیا بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس جمع نقیضین اور قطعاً غیر منطقی بات کو کس طریقہ واردات سے منطق قطعیہ صحیحہ بنایا گیا ہے؟ یا محض روافض کی عنایات حاصل کرنے کیلئے اہلسنت سے اٹکھیلیاں کی جا رہی ہیں؟ صفحہ 298 پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے اشعار کے الفاظ ''خیرُ اِمَامٍ'' حضرت علی اچھے امام ہیں کی گرائمر بیان کرتے ہوئے ثابت کیا کہ یہاں شعر میں لفظ ''خیر'' مضاف ہے۔ لفظ ''امامٍ'' کی طرف جو نکرہ ہو کر حکم جمع میں ہے اور اسم تفضیل کا استعمال بطریق اضافت کا معنیٰ یہ ہوتا ہے کہ مضاف اُن سب خوبیوں کا مالک ہے جو کہ مضاف الیہ میں پائی جاتی ہیں اور ان کے سوا اُن خوبیوں کا بھی مالک ہوتا ہے جو کہ مضاف الیہ کے کسی فرد میں نہیں پائی جاتیں۔۔۔۔۔۔۔۔ اس سے تفضیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مفہوم نکلتا ہے۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے ان اشعار سے اُن کا عقیدہ کھل کر سامنے آجاتا ہے۔

ائمہ کی توہین

صفحہ نمبر 299 پر امام شافعی پر قوم پرستی کی تہمت لگاتے ہوئے لکھا، ہاشمی ہونے کے ناطے سے بھی جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا عقیدہ آپ کے لئے ممکن تھا۔ صفحہ 327 پر امام ابو الحسن اشعری جو کہ آئمہ عقائد میں سے جلیل القدر امام ہیں کے متعلق لکھا کہ وہ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اندھا دھند داعی ہیں۔ صفحہ 216 پر لکھا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہما کے شیعہ میں سے تھے۔ صفحہ 255 پر لکھا امام سیوطی اپنے دلائل کے ضعف کو محسوس فرما رہے تھے۔

قارئین عجب چابکدستی ہے ادھر عقیدہ افضلیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے نسبتِ قومیت کو بھی ممکن وکافی حجت مانا جارہا ہے اور دوسری جانب افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے کسی بھی دلیل وحجت، ناطہ و نسبت کو درخورِ اعتنا اور لائق اعتبار نہیں سمجھا جارہا چنانچہ صفحہ **109** پر امیر المومنین خلیفہ راشد سیّدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ارشادات ''سِیِّدُنَا، خَیرُنَا، اَحَبُّنَا اِلیٰ رَسُولِ اللّٰہِ'' لکھ کر یہ حاشیہ آرائی فرمائی کہ یہاں دخل قیاس صحابی کے باعث ان روایات کو حدیث مرفوعِ حکمی کا درجہ نہیں دیا جائے گا۔ چونکہ شیخین میں دوستانہ ہے۔ لہذا اس طرح کے الفاظ دوستی پر مبنی ہو سکتے ہیں۔

اس نیرنگیٔ فکر کا ماتم کیجئے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں اپنے قیاس کی پچر لگا کر اُن کو تفضیلی ثابت کیا جارہا ہے اور خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشادات کو اپنے قیاس واختراعی معنیٰ دوستانہ کی دُور از کار ابلیسی تاویلوں سے آلودہ کر کے تین (3) واضح اور محکم ومستند مضاف الفاظ ''خَیر، سَیِّد، اَحَبُّ'' کو بے معنی ونا قابل استدلال کہا جارہا ہے تا کہ افضلیّت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ثابت نہ ہو جائے۔ صفحہ **308,299** پر لکھا کہ یقیناً حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے ان اشعار سے اُن کا عقیدہ کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ صفحہ **304** پر لکھا انھوں (یعنی امام شافعی رضی اللہ عنہ) نے جو اشعار فرمائے اُن میں خاندانِ بنی ہاشم کے خونی خاندانی ماحول کا دباؤ معلوم ہورہا ہے۔ مصنف موصوف سے گزارش ہے کہ ذرا اس منطق کی وضاحت فرمائیں کہ دوستانہ اور مغلوبانہ میں ترجیح کیسے حاصل ہوگی؟

قارئین! حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بچپن میں ہی اپنے والد سیّدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایمان لائے۔ نبی کریم ﷺ کے وصال شریف کے وقت اُن کی عمر تقریباً **25** سال سے زیادہ تھی آپ کا شمار جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے مگر مصنف ''فصلۃ التفسیق'' نے صفحہ **241** پر

لکھا زمانہ نبی ﷺ میں جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کم عمر صحابہ میں شمار ہوتے تھے اس لئے اُن کا شمار فقہاء صحابہ میں نہیں ہوتا تھا جبکہ صفحہ 306 پر حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا کہ انہوں نے تین سال میں موطا امام مالک رضی اللہ عنہ یاد کیا ہوگا اور اُن کو پندرہ سال کی عمر میں فتویٰ دینے کی اجازت دے دی گئی چند سطور بعد لکھا دس (10) سال کی عمر میں (امام شافعی رضی اللہ عنہ) کے شعور پر بلوغت کا دور آ گیا ہوگا پھر دو (2) سطور بعد لکھا پانچ برس کی عمر میں سماعتِ حدیث صحیح ہوسکتا ہے۔ ائمہ اشاعرہ کی توہین کرتے ہوئے صفحہ 367 پر لکھا کہ لفظ اجماع کا اشاعرہ کی تقلید میں اس قدر بیدردانہ استعمال نہ کریں۔

اہل انصاف خدارا دل لگتی بتایئے کیا یہ تحقیق کا زبدہ ہے یا فضلہ، تعصب و کد، ہٹ دھرمی و ضد پرمبنی اس فتنہ پرداز شذرہ بے قفلہ کی فکری آوارگی و نظریاتی دہشت گردی دیکھئے کہ حضور منبع فیض و نور، محبوب ربّ کائنات سراپا قاسمِ خیر و برکات ﷺ کا عظیم صحابی بلافصل شاگرد 25 سال کی عمر میں بھی شعور بلوغت کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی روایات و ارشادات امام شافعی رضی اللہ عنہ کے اشعار پر بھی ترجیح کا درجہ نہیں رکھتیں جبکہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کو تمام کمالات 3 سے 15 سال کی عمر میں حاصل ہو گئے۔

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

صفحہ 329 پر لکھا کہ قاضی باقلانی فرماتے ہیں مسئلہ تفضیل اجتہادیہ ہے جس میں خطاء خطا کار کو نہ ہی فاسق بناتی ہے نہ ہی برأت کو واجب کرتی ہے مصنف فضلہ کا باقلانی کی اس عبارت پر بے ربط تبصرہ اور فنِ تحقیق کا جنازہ ملاحظہ کیجئے لکھا کہ حاصل کلام یہ ہوگا اگر تفضیل میں حقیقت تلاش کرے تو دوہرا ثواب ملے گا اور نہ دریافت کر سکے تو اکہرا ثواب ملے گا بہر نوع اس پر مواخذہ نہیں ہو

گا موصوف کی ساری کتاب میں پُر زور رَٹ یہ رہی کہ مسئلہ تفضیل ضروریات دین سے نہیں اس کو اہمیت نہیں دینی چاہیئے ،اس پر لے دے نہیں کرنی چاہیئے ۔ فصلِ کلی وجزئی ہندی اختراع ہے اس کا سنّیت سے دور کا بھی علاقہ نہیں مگر قلابازی کھاتے ہوئے اپنے مذکورہ بالا اختراعی تبصرہ میں یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ اگر کوئی مسئلہ تفضیل میں حقیقت کو تلاش کرے تو دوہرا ثواب ملے گا اور دریافت و تلاش نہ کر سکے یعنی حقیقت تک نہ بھی پہنچ سکے تو تلاش ومحنت رائیگاں نہیں ہوگی اور بہر نوع یعنی کسی قسم کا مواخذہ بھی نہیں ہوگا بلکہ اکہرا ثواب پائے گا۔

صفحہ 330 پر قاضی باقلانی کے حوالہ سے لکھا کہ توقف (اس مسئلہ میں خاموشی) کرنے والے زیادہ حق بجانب اور درستی کے زیادہ قریب ہیں اس سے یہ بات الم نشرح ہوگئی کہ کسی صحابی یا امتّی کی تفضیل ضروریات دین میں سے نہیں ورنہ سکوت وتوقف درست نہ ہوتا۔ صفحہ 331,332 پر لکھا امام مازری و باقلانی نے مسئلہ تفضیل میں دو (2) راستے ہموار کر دیئے ایک توقف کو زیادہ مناسب وجائز قرار دے دیا دوسرا اس (مسئلہ) میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال مختلفہ میں سے کسی کو بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔ کہ صحابہ کے ہاں یہ مسئلہ اجتہادیہ ہے۔۔۔۔ سرکار دوعالم ﷺ کے قول ان اصحابی کالنّجوم بایّھم اقتدیتھم اھتدیتم کے مطابق ہدایت حاصل ہوجائے گی۔۔۔۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال سے باہر نہ جائے اور کوئی نئی بات نہ گھڑ لے جبکہ خود نئی بات گھڑتے ہوئے صفحہ 295 پر لکھا کہ افضلیتِ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عقیدہ کے جلیل القدر صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم، نبی اکرم ﷺ کی مجلس شوریٰ کے ممبران، ائمہ فقہا، صوفیاء وعلماء داعی تھے۔

توھین آل رسولؐ

صفحہ 309 پر آل رسول ﷺ پر تہمت وتوہین کرتے ہوئے لکھا کہ ائمہ اہل بیت کی منصور سے

جنگ کی اغراض افضلیت حضرت علی رضی اللہ عنہ منوانا واقتدار حاصل کرنا تھا۔ مفصل عبارت ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

قارئین غور فرمائیں کیا اب بھی کوئی شک باقی رہ گیا ہے کہ حُبِّ آل کی آڑ میں ان فرقہ وارانہ وگستاخانہ، دنگا وفساد میں کسی خفیہ ہاتھ کی کارفرمائی نہیں؟ کیا مصنف موصوف بتا سکتے ہیں کہ یہ صنعتیں، من گھڑتیں، اختراعتیں، خباثتیں، یورپی عنائتیں ہیں یا ایرانی غلاظتیں؟ کیا دھری ہیں ان خرافات میں، اہل بیت کی عظمتیں؟ کیا نہیں یہ محض تجوری خوشامدیں؟

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا کہ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں جتنے کھرے آدمی تھی اتنے تجارت میں کھوٹے آدمی بھی تھے (تاجدار صداقت از سیّد عبدالقادر شاہ ص ۱۳)

صفحہ 155,156 پر لکھا سب سے پہلے جن پر شیعہ کا اطلاق ہوا وہ تو صحابہ وتابعین کرام رضی اللہ عنہم ہے۔

صفحہ 343 پر لکھا افضلیت صحیح معتمد دلائل سے ثابت نہیں لہذا خاموشی اولیٰ واحوط ہے

صفحہ 341 پر لکھا شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں ان (خلفاء راشدین) کے معاملے میں دخل سے پرہیز کر تفضیل سے باز رہ اگر کسی کی تفضیل دل پر چھا گئی ہے تو اس کو دل کا بھید بنا لے جبکہ

صفحہ 309 پر لکھا اُس دور میں جو تحریکِ حسینی چل رہی تھی جس کے علمبردار خود امام حسین رضی اللہ عنہ تھے بعد میں زید بن علی سیّد نفس زکیہ، سیّد ابراہیم اور یحیٰ بن زید وغیرہ رضی اللہ عنہم قائد اور رہنما ہوئے اُن کا موضوع دعوت یہی تھا کہ ہم لوگ اولادِ رسول ﷺ اور ہمارا جدِ علیٰ مولا مرتضیٰ افضل الامّت ہے لہذا ہماری موجودگی میں بلا عذر شرعی کوئی دوسرا سربراہ مملکت نہیں ہونا چاہئے ورنہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ کی اولاد کے افراد اپنی طرف دعوت دے سکتے تھے یہ نعرہ خواہ دورحاضر کے

دانشور کو اچھا لگے یا برا مگر یہ نعرہ صدر اوّل اور قرون اولیٰ مشہود لہا بالخیر میں اتنا عام تھا کہ اسکو آپ صبح کا سویرا کہہ لیں یا نوشتۂ دیوار مگر اس پر پردہ نہیں ڈال سکتے کیونکہ یہ نعرہ خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو غیر ہاشمی تھے عام تھا، صفحہ **311** پر لکھا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ صحابہ کرام وتابعین عظام رضی اللہ عنہم کا ہے۔
صفحہ **334** پر لکھا کہ یہ سمجھنا کہ مسئلہ افضلیت سلف صالحین میں متفقہ تھا غیر واقعاتی بات ہے موصوف کبھی پردہ ڈالنے کے دلائل اور کبھی پردہ نہ ڈالنے کے کبھی توقف وخاموشی کے کبھی سینہ توڑ نعرہ بازی کے یہ رفتارِ قلابازی خود ملاّں خود ہی قاضی ہے ضرور یہ شیعہ غمازی اور یہودیت نوازی صفحہ **333** پہ ہمیں بیان جاری کرتے ہوئے لکھا کہ (اس مسئلہ میں) کسی نئے قول کے اختراع کرنیکی گنجائش نہیں ہونگی۔

صفحہ **342** پر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے ہر ہر سطر میں جو قلابازیاں دکھائیں اُن کی مثال نہیں ہے۔ تماشہ یہ ہے کہ تبصرہ کا اُن کے قول سے کوئی تعلق ہی نہیں ہماری بھی اس سے غرض نہیں سوائے اس کے کہ ایک ہی صفحہ پر دکھائی گئی پھرتیلی قلابازیوں کے نظارہ سے قارئین کو محظوظ کرائیں چنانچہ ملاحظ کیجئے فن کذبیت وتذبذب میں پی ایچ ڈی کی ساٹھ سالہ مہارت طویلہ وتامہ کے جذید وماڈرن انوکھے وسر بند کرشمے لکھا کہ شیخ شہاب الدین سہروردی ایک سلسلۂ طریقت کے بانی ہو کر اور علمِ عقیدہ کے ایک ماہر متکلم ہو کر تعلیم دے رہے ہیں کہ خلافت کی صحت کا عقیدہ ثابت ہے لہذا اُس کا معتقد ہونا ضروری ہے کیونکہ اس پر اجماع صحابہ ہوا۔

قارئین اس قدر وضاحتی تبصرہ خود ہی کیا پھر معاً اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شکوک وشبہات ڈالتے ہوئے لکھا گو کہ اہل علم کے ایک طبقے کو اس پر بھی کلام ہے کیونکہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جو کہ ایک

فقیہہ و مجتہد صحابی تھے۔۔۔ شریک اجماع نہیں ہوئے، شیخین (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) میں سے کسی کی بیعت کئے بغیر احتجاجاً ملکِ شام چلے گئے وہیں آپ کا وصال ہوا۔

ہمارا صاحب تبصرہ سے سوال ہے کہ انھوں نے ملک شام میں کتنے احتجاجی جلوس و خطاب فرمائے؟

صفحہ **342** پر معاً لکھا مجتہد مبتدع جب مخالفت کرے یعنی اجماع سے اتفاق نہ کرے تو اجماع منعقد نہیں ہوگا پھر معاً لکھا بوجہ اُس کی بدعت کے اُس کو کافر قرار نہ دیا جائے پھر ساتھ ہی لکھا کہ "وہ ایک فاسق مجتہد کی مانند ہوگا۔ پھر فوراً ہی دُرّ فشانی کی کہ" فاسق مجتہد کا خلاف معتبر ہے یعنی فاسق مجتہد قابل اعتبار ہے۔

ہمارا مصنف موصوف سے سوال ہے کہ ایک طرف افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے انکار و عدم ثبوت کیلئے یہ کہتے ہو کہ فاسق مجتہد کے عدم اتفاق سے بھی اجماع منعقد نہیں دوسری طرف صفحہ **309,295** پر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اجماع ثابت کیا ہے۔

کیا تمھاری اس منطق سے ثابت نہیں ہو رہا کہ تم افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قائلین صحابہ و مجتہدین کو فاسق مجتہد کے درجہ کا بھی نہیں سمجھتے؟

کیا وجہ ہے کہ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اجماع کسی ایک فرد کے ملکِ شام چلے جانے بلکہ کسی ایک کے خاموش رہنے سے بھی قائم نہیں ہوتا اور ٹوٹ جاتا ہے؟ اور بعد از نبی ﷺ افضلیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا اجماع تمہارے اپنے بقول امام شافعی رضی اللہ عنہ کے خاندانی و خونی جذبہ سے مغلوب اشعار کی گرائمری موشگافیوں سے بھی ایسا ثابت و مضبوط ہو جاتا ہے کہ اُس کے مقابل پوری اُمّتِ مسلمہ

کا متفقہ چودہ سو 1400 سالہ نعرہ مستانہ وفاضلانہ، ناقلانہ وعاقلانہ ''افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ابی بکر ن الصدیق رضی اللہ عنہ'' ایک پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتا یا بقول تمھارے کہ یہ جمہور واکثر کی رائے ہے۔ ان جمہور واکثر کی رائے کیوں اجماع افضلیت حضرت علی رضی اللہ عنہ میں مانع ومعتبر نہیں فـمـا جو ابك فهو جوابنا ۔

صحابہ کی تکفیر

صفحہ 200 پر لکھا کہ صحابہ کا اجماع ہوا کہ خلافت کبریٰ کے مقاصد میں حضراتِ شیخین (ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما) مقدّم ہیں ۔ صفحہ 201 پر لکھا اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوا تو صحتِ خلافت پر ہوا ہے، یہی بات صفحہ 205,206 پر پھر دہرائی اور صفحہ 225 اور 276 پر لکھا اجماع نصی تام مفید قطعیت ہوتا ہے اس کا منکر کافر ہوتا ہے۔ صفحہ 269 پر لکھا سب سے مضبوط اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع نصی ہے مثلاً وہ سب یوں کہیں کہ ہم نے ایسی ایسی بات پر اتفاق کرلیا ہے پس وہ اجماع آیت یا خبرِ متواتر کی مانند ہے جس کا منکر کافر ومرتد قرار دیا جائے گا جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اسی برادری کا اجماع ہے۔ صفحہ 340 پر علامہ جرجانی کے حوالے سے لکھا امامت وخلافت کا ثبوت قطعی ہے۔ صفحہ 343 پر لکھا اہل علم کے ایک طبقے کو اس پر بھی کلام ہے۔ کیونکہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جو کہ ایک فقیہ اور مجتہد صحابی تھے شریک اجماع نہیں ہوئے اور شیخین میں سے کسی کی بیعت کئے بغیر احتجاجاً ملکِ شام چلے گئے اور وہیں آپ کا وصال ہوا۔

ہمارا مصنف موصوف منبع سقوم، مرکز خصوم، بے ہنگم رقوم، تجوریاں بھر موم ظالم سنّی مظلوم سے سوال ہے کہ اس اہل علم طبقے اور صحابی رسول ﷺ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے متعلق تمہارے مبلغ

کلامیت وفلاسفیتِ رافضیت اور مخزنِ قلابازیت وشیعیت میں حکمِ تکفیر کیا ہوگا کیونکہ یہ بھی تمہارے اختراعی قائدہ اصول کے مطابق اجماع نصی وقطعی کے منکر ہیں؟ فما جو ابك فهو جوابنا۔

صفحہ 44 پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت بیان کرتے ہوئے لکھا انسانی معاشرہ نے جس کا بے داغ کردار دیکھا ہو اور سوسائٹی کے کام بے لوث انجام دیئے ہوں اُس کے اسلام نے سرکار دو عالم ﷺ کے مشن میں نہ مٹنے والی یادگاریں چھوڑیں اور سرکار ﷺ کے وصال پُر ملال کے بعد اُس معیار کو قائم رکھنا افضل الامت کی خصوصیت ہو سکتی ہے۔ صفحہ 327 پر لکھا سو وضاحت کی گئی ہے کہ جس طرح اس جگہ (افضلیت صدیق رضی اللہ عنہ) کا کوئی وجود نہیں پا گیا اس طرح اکثریت کا دعویٰ بھی غلط تھا۔۔۔۔ امام ابوالحسن اشعری علوم متداولہ کی روشنی میں افضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ثابت نہ کر سکے قطعیت تو بہت دور کی بات ہے صفحہ 182 پر لکھا فلاں فلاں سے افضل کا قول باطل ہے نہ دین ہے نہ شریعت۔ صفحہ 180 اور 240 پر لکھا اس پر بحث تمحیص اور وقت کا خرچ بے سود ہے۔ صفحہ 20 پر لکھا کہ فضل کلی وجزئی ہندی اختراع ہیں جس کا سنیت سے دور کا بھی علاقہ نہیں۔

توھین قرآن

صفحہ 264,263 پر "تاریخ دمشق" سے ایک روایت کہ قال رسول اللہ ﷺ مرحباً سیّدالمسلمین و امام المتقین (تمھارا آنا مبارک: اے سارے مسلمانوں کے سردار اور سارے متقیوں کے امام) لکھنے کے بعد اس کی تشریح میں اپنی طرف سے ایسی تاویلات وخرافات اختراع کیں کہ قرآن کریم کی توہین کے ارتکاب سے بھی دریغ نہ کیا۔ لکھا کہ یہ حدیث مرفوع ہے سرکار دو عالم ﷺ کا جناب علی رضی اللہ عنہ کو تمام مسلمانوں کا سردار فرمانا جملہ اُمتِ محمدیہ میں افضلیت کی کافی دلیل نہیں

ہے کیا؟ سب اتقیاء کا سردار فرمانا سب سے اکرم ہونیکی دلیل نہیں ہے کیا؟ یہاں سب اتقیاء سے اتقیٰ ہونا کسی حدیث یا آیت سے استنباط نہیں کیا گیا بلکہ سرکار دو عالم ﷺ نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مخاطب فرما کر صراحت فرمائی کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب اتقیاء کا سردار ہو کر اکرم الامت ہیں۔۔۔۔۔سورۃ بینہ کی آیت نمبر 6 دربارۂ افضلیتِ جناب علی رضی اللہ عنہ نازل ہوئی تھی اس لئے جب علی رضی اللہ عنہ تشریف لاتے تو صحابہ کرام کہتے جاء خیر البریہ (سب مخلوق میں سے افضل آگیا) صحابہ کا یہ عادی نعرہ تھا۔۔۔۔ کہ علی رضی اللہ عنہ سب مخلوق سے باستثنائے انبیاء علیہم السلام افضل ہیں۔۔۔۔۔یہ حدیث مرفوع ہے یہ کسی صحابی مکرم کی ذاتی سوچ یا ذاتی رائے نہیں۔

اس مذکورہ بالا پیراگراف کے یہ الفاظ کہ یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اتقیٰ ہونا کسی آیت سے استنباط نہیں کیا گیا، یعنی اگر آیت سے استنباط ہوتا تو کوئی بڑی بات یا دلیل نہیں تھی کلام الٰہی کی نسبت ایسا انداز بلاشبہ توہین قرآن کریم ہے۔ نعوذ باللہ العظیم من خرافات الرجیم

تکفیر عام

صفحہ 284 پر لکھا کہ ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ سیّد زید بن علی، سیّد نفس زکیہ، سیّد ابراہیم، جملہ بنی ہاشم، امام ابوحنیفہ کا عقیدہ تفضیلی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تھا۔ صفحہ 257 پر لکھا بعد از انبیاء حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب مخلوق سے افضل کہا گیا۔ اس سے مراد ساری امت، سارے صحابہ ہیں اور صحابہ کا عمل فرمانا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس میں سرکار ﷺ کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ اُمت کا مجموعہ عقیدہ ہے جس میں کوئی تاویل ممکن نہیں اور کتاب کے آخری صفحہ 400 کی آخری سطر میں لکھا کہ افضلیت تو باب عقائد کی چیز ہے جس میں قطعیت کا ہونا ضروری ہے۔

مصنف موصوف سے سوال ہے کہ جب تمہارے نزدیک افضلیت باب عقائد سے ہے اور قطعیت کا ہونا اُس میں ضروری ہے اور افضلیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عقیدہ پر تمہاری تحقیق کے مطابق اُمت کا اس قدر واضح اجماع ہے کہ (معاذ اللہ) اُس میں سرکار ﷺ کی خصوصیت بھی ضروری نہیں تو پھر افضلیت حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اجماع قطعی ہوا جس کا منکر بقول تمہارے کافر ہوتا ہے۔ تو نتیجہ یہ ہوا کہ ساری دنیا کے اہلسنت تمہاری منطق کے مطابق کافر ہوئے۔ کیونکہ وہ ہر جمعہ کے خطبہ میں چودہ سو سال سے بعد از انبیاء افضلیت صدیق رضی اللہ عنہ اکبر کا برملا اظہار کر رہے ہیں۔ جو کہ بعد از انبیاء عدم افضلیتِ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مستلزم ہے اور تماشہ یہ ہے کہ تم خود کو بھی اس تکفیر سے نہیں بچا سکے۔ کیونکہ صفحہ **199 ,109 ,356** پر متعدد بار اپنا عقیدہ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا لکھا ہے۔

اے شعلہ قلابازیاں یار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

مصنف موصوف نے مکر و کذب اور دجل و فسق کی رافضیانہ لاجک اور ابلیسانہ موشگافیوں کے جانکاہ جوہر دکھاتے ہوئے تقریباً آخری پچاس صفحات اس بات پر کالے کئے کہ آیات کریمہ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الخ اور وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ الخ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کوئی خصوصیت نہیں اگرچہ نزول خاص ہے۔ مگر حکم عام ہے۔ ان آیات کے متعلق راقم الحروف اُس مفسر کی تحقیقات پیش کرتا ہے جس سے مصنف ''زبدۃ التحقیق'' نے اپنی کتاب کے صفحہ **152** پر دورِ حاضر کا ایک عظیم فنی دانشور کہا ہے یعنی علامہ غلام رسول سعیدی صاحبِ ''تبیان القرآن'' کی شرح مسلم جلد **6** جس میں واضح طور پر موجود ہے کہ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الخ آیات کو عموم پر محمول کرنا صحیح

نہیں کیونکہ یہ آیات اُس شخص کے متعلق ہیں جس (کے متعلق اگلی آیت میں ہے) کہ اُس پر کسی کا احسان نہیں اور تفسیر ''تبیان القرآن'' میں آیت کریمہ وَلَا یَاْتَلِ اُولُوالْفَضْلِ مِنْکُمْ الخ کے تحت تقریباً ایک درجن کے قریب افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وجوہ ودلائل بیان کئے اور آیت کریمہ میں جمع کے صیغے وضمائر کے متعلق تحریر کیا کہ واحد شخص پر جمع کا اطلاق اظہارِ تعظیم کیلئے ہوتا ہے۔اور لفظ ''فضل'' کو مطلق بلا قید فرمانا حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فاضل علی الاطلاق ہونے کی دلیل ہے اور ''منکم'' میں دلیل ہے کہ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صفت مخصوصہ ہے۔۔۔۔۔۔اور آپ صدیقین کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے۔ (تبیان القرآن جلد 8)

صفحہ 22 پر لکھا جس جس نے اجماع کو قطعی شکل دینے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ صفحہ 28 پر لکھا جن جن حضرات نے اجماع کو قطعی قرار دینے کی کوشش فرمائی انھوں نے اسلاف کی خلاف ورزی فرمائی ہے۔ صفحہ 111 پر لکھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات پاک بہمہ صفت موصوف شخصیت ہیں جبکہ کتاب کے آخری تقریباً 50 صفحات میں یہ تکرار برق رفتار رہی کہ جو آیات واحادیث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصیات کیلئے پیش کی جاتی ہیں اُن میں آپ کی کوئی خصوصیت نہیں۔

قارئین کرام! ہم نے کتاب ''زبدۃ التحقیق'' کے مذکورہ بالا تضادات کے کچھ نمونے بطور اختصار پیش کئے ہیں جس سے کتاب کی افادیت ومعیار کا اندازہ لگانا کسی کیلئے بھی مشکل نہیں ہوگا۔ کتاب میں چونکہ کوئی نیا سوال سوائے تضادات کے نہیں ہے اس لئے ہم نے اس مختصر تحریر میں اس کے تضادات پر ہی اکتفا کیا ہے۔اس کے مندرجات کے تفصیلی رد میں پہلے کئی کتب آ چکی ہیں جو

حضرات مسئلہ افضلیت کی تفصیلات وحقائق جاننا چاہتے ہیں وہ درج ذیل کتب کو ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

مکتوبات شریف از امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ فاروق احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت امام الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ''فتاویٰ رضویہ'' کی جلد نمبر 28

اعلیٰحضرت بریلوی کی اجماع افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بعد از انبیاء پر مستقل کتاب ''مطلع القمرین''

''تزکِ مرتضوی'' از برادر اعلیٰحضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مقام سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ از شارح بخاری حضرت علامہ سیّد محمود احمد رضوی دار العلوم حزب الاحناف، لاہور

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ از مفتی غلام سرور قادری لاہوری شائع کردہ مکتبہ فریدیہ ساہیوال

''ضرب حیدری'' از شیخ الحدیث علامہ پیر سائیں غلام رسول قاسمی مدظلہ، سرگودھا

''ضرب ختنین'' از شیخ الحدیث علامہ فضل رسول صاحب مدظلہ سرگودھا

دیگر جمیع فتاویٰ جات ومفتیان اسلام

''فضائل سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ'' از ابو الاحسن محمد محبوب الٰہی رضوی، شائع کردہ صاحبزادگان شرق پور شریف

''تحقیق خلافت بلا فصل'' از اکرام اللہ داد خان خوشاب ضلع سرگودھا

''سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے اور غیروں کی نظر میں'' از غلام مصطفیٰ عابد چکوال

''افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر اہلسنت سے خارج ہے''

از استاذ العلما ابو الحسن مفتی پیر محمد اسلم نقشبندی ساؤتھ فیلڈ لین بریڈفورڈ-۵

راقم کی کتاب ''دلائل نوریہ بر مسائلہ ضروریہ''

عداوت صدیق رضی اللہ عنہ کی دیکھئے سزا زبدۃ التحقیق

کذب بیانی وجہالت کی انتہا زبدۃ التحقیق

زبدۃ نہیں یہ تو فضلہءِ تفسیق ہے

خبثِ باطن امامِ جہلا زبدۃ التحقیق

غلاظتِ بغضِ صحابہ پھٹ پڑی آخر

اسی ڈھیر سے اُٹھا تعفن زبدۃ التحقیق

اہلبیت کرام وائمہ پر بھی باندھ کر بہتان

ثابت ہوئی ابلیس کی رضا زبدۃ التحقیق

رافضی کہوں یا خارجی وناصبی اسے حفیظؔ

یا اُن کا بھی عرق برملا زبدۃ التحقیق

اختصار کے پیش نظر اس مسئلہ کی حقیقت کو جاننے کیلئے آخر میں اہلسنت کی چند مسلمہ و مستند اور غیر متنازعہ شخصیات کے فیصلہ کن ارشادات پیش کئے جاتے ہیں۔

1۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:۔ شیخین (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کو افضل قرار دینے کا عقیدہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کے اجماع سے ثابت ہو چکا۔۔۔۔۔۔اور کثیر و معتبر راویوں سے شہرت تواتر کی حد کو پہنچ چکی ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے افضل و بہتر مرد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (مکتوب نمبر 36 دفتر دوم حصہ اول، مکتوب نمبر 24 دفتر سوم حصہ ہشتم) ان مکتوبات شریف میں تفضیلیہ کی خرافات کا بڑا جامع محاکمہ کیا گیا ہے جسے ممکن ہو وہ خود ان مکتوبات شریف میں تفصیلات ضرور ملاحظہ کرے۔

2۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ احادیث مرفوعہ، اقوال حضرت مرتضوی واہل بیتِ نبوت اس بارے میں لاتعداد، لاتحصیٰ اور صدہا تصریحیں کہ فضل مطلق کلی حضراتِ شیخین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کو عطا ہوا۔ اس عقیدہ کا خلاف اول تو کسی حدیث میں ہے ہی نہیں اگر بالفرض کہیں بوئے خلاف پائے بھی تو سمجھ لے کہ یہ ہماری فہم کا قصور ہے۔ ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 29، صفحہ 368 تا 370۔ تفضیلِ شیخین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کے خلاف صحیح حدیث بھی واجد التاویل ہے۔ اگر تاویل ناممکن ہو تو رد کرنا واجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 5 صفحہ 582 ,581) اہلسنت وجماعت قرناً فقرناً وطبقةً فطبقةً اس مسئلہ (افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) پر متفق اللفظ رہے۔۔۔۔۔ زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اب تک اجماع دلیل کافی و برہان وافی اس کے مطابق عقیدہ درست کرے ورنہ دعویٰ تسنّن (سنّیت) سے دست بردار ہو۔

3۔ خلیفہ اعلیٰحضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب "بہارِ شریعت" رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ بعد از انبیاء ومرسلین علیہم السلام تمام مخلوقات الٰہی انس وجن وملک سے افضل سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں پھر سیّدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پھر سیّدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر سیّدنا حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ ہیں اور جو شخص مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو سیّدنا حضرت صدیق اکبر یا سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما سے افضل بتائے گمراہ، بدمذہب ہے۔۔۔۔۔ اور اُن کی توہین بلکہ خلافت سے انکار فقہائے کرام کے

نزدیک کفر ہے۔(بہار شریعت حصہ اول صفحہ 60)

4۔ آفتاب گولڑہ حضرت پیر سیّد **مہر علی شاہ** گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے

افضلیت سیّدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر **ارشادات عالیہ**

حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ شاہ ولی اللہ کے حوالے سے ''تصفیہ مابین سُنّی وشیعہ'' کے صفحہ 23 پر فرماتے ہیں آیت کریمہ لَا یَسۡتَوِیۡ مِنۡكُمۡ مَّنۡ اَنۡفَقَ مِنۡ قَبۡلِ الۡفَتۡحِ وَقٰتَلَ الخ

(الحدید آیت ۱۰ پ ۲۷)

تم ان کے برابر نہیں جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔

اس مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شیخین کی افضلیت اُس جماعت پر جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے منطوق آیت سے ثابت ہے اور جماعت متقدمہ پر بامفہوم موافق یعنی جماعت متقدمہ میں سے جس کا انفاق وقتال مقدم ہوگا وہ سب سے افضل ہوگا اور شیخین کا انفاق وقتال احادیثِ صحیحہ سے مقدم ثابت ہے۔لہٰذا خلافت اُنکی خلافت راشدہ خاصہ ٹھہری جس میں خلیفہ کا افضل ہونا ضروری سمجھا گیا ہے۔اور''ملفوظات مہریہ'' ص ۱۱۵ پر حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نیابتِ نبوی کا مستحق وہی شخص ہوسکتا ہے جس کا جوہر نفس انبیاء علیہم السلام کے جوہر نفس کے قریب ہو پس اُسے صورت خلافت یعنی ریاست عامہ اور معنیٰ خلافت یعنی قرب انبیاء دونوں کا جامع ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ خلفائے اربعہ علیہم الرضوان تھے البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں صورت خلافت یعنی ریاست عامہ اور اجتماع مسلمین بدرجہ اتم موجود تھا اور عہد مرتضوی رضی اللہ عنہ میں اگرچہ معنی خلافت یعنی قرب نبوی بدرجہ کمال تھا لیکن ریاست عامہ اور اجتماع مسلمین خلفائے ثلاثہ کے دور کی طرح نہ تھا۔

(فتاویٰ مہریہ ص ۲۱۴ بار پنجم جولائی ۲۰۱۰ء)

آفتاب گولڑہ حضرت پیر سیّد **مہر علی شاہ** گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی ارشاد

حضرت گولڑوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جو شخص اسلام کا دعویٰ کرے اور محراب میں منبر پر کھڑے ہو کر واعظانہ صورت میں ناصحانہ آیات واحادیث پڑھ کر بے جا تاویلوں اور حیلہ بازیوں سے اہل اسلام کے عقیدوں میں خلل پیدا کرے تو ایسے شخص کا ضرر بہت زیادہ ہے کیونکہ اس کی زبان کا ڈنگ روح اور ایمان کیلئے ایک خطرناک اژدھا ہے جس سے متاعِ اسلام برباد ہوتی ہے۔ (ملفوظات مہریہ ص ۱۱۸)

سرور صادقاں شہِ ابرار
بے گماں افضل صحابہ کبار
پیشوائے گروہِ جانبازاں
مقتدائے مہاجر و انصار

(حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی)

ہماری جدوجہد کا مقصد

- مملکت پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ
- صحابہ کرام واہلبیت عظّام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء وعلماء حق کی عزت وتکریم کرنا
- نظام مصطفیٰ ﷺ زندگی کے ہر شعبے میں نافذ کرنے کا عہد
- نظام اسلام کے جمہوری اصولوں کا فروغ
- غیر اسلامی وغیر شرعی باتوں سے حتیٰ الوسع اجتناب
- تمام باطل مذاہب اور ازموں کے خلاف مؤثر جدوجہد
- مسلک حق کا فروغ اور اس کا تحفظ
- اسلامی احیاء کا فروغ اور فرقہ واریت عصبیت کا سد باب

مرکزی جماعت اہلسنت تحصیل گوجرخان